مسلم لیڈر شپ: ایک اہم سوال کا جواب

ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی

مسلمان تو پوری دنیا میں موجود ہیں لیکن ان کا کوئی مشترکہ قائد نہیں ہے۔ یہ ایک کھلی ہوئی اور پرانی حقیقت ہے مگر کیا یہ سچ ہے؟ یہ درست نہیں ہے۔ مسلمان ایک متحدہ قوم کا نام ہے۔ اگر عصر حاضر کی طرح کسی بھی دور میں ان کا کوئی مشترکہ قائد نہیں رہا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ سوال دور جدید کے دانشوروں کو بہت ستاتا ہے۔ درحقیقت اس کی عمر چودہ سال سے زائد ہے اور یہ تاریخ کے کسی دور میں بے سمت اور بے قیادت نہیں رہی ہے۔ اس کی قیادت پہلے روز سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھی، آج بھی وہی ہم مسلمانوں کے قائد ہیں۔ اور وہ بنفس نفیس مدینہ منورہ میں موجود ہیں، اس مدینہ منورہ میں جہاں انہوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا، ان کا جسد اطہر تب سے اب تک وہاں موجود ہے۔ پھر جب وہ خود مسلمانوں کی قیادت ورہبری کیلئے موجود ہیں تو کسی اور قائد اعظم کی ضرورت کیسے پیش آسکتی ہے۔ انہوں نے جس کتاب ہدایت قرآن مجید کے ذریعہ انسانوں کی رہنمائی کی تھی وہ بھی آج تک حرف بحرف موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں کوئی باقاعدہ مشترکہ عالمی قائد ہمیں نظر نہیں آتا ہے۔ نبی کریم کی گوشہ نشینی کے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے ان کی اس طرح نیابت کی کہ اکثر مسلمان انہی کو اپنا قائد تصور کرتے تھے، ان دونوں کی حیثیتیں مختلف تھیں۔ یہ دونوں حضور اکرمؐ کے دو بازو تھے، یہ آج بھی ان کے بازو ہیں۔ کوئی بھی مدینہ جا کر انہیں دیکھ سکتا ہے۔ ان کے بعد کوئی بھی مسلمانوں کا مشترکہ قائد نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔؟؟؟

کسی بھی قوم کیلئے مشترکہ قائد کی ضرورت اس وقت پیش آئی ہے جب اس کا کوئی متفقہ لیڈر موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو جس قیادت عظمیٰ سے نوازا ہے، وہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے، ہاں ان کے نائبین ہر دور میں ہوئے ہیں۔ حضورؐ کی حیات طیبہ ہی میں ابوبکرؓ نے مسجد نبویؐ میں ان کی نیابت کی تھی۔ ہر دور کی ہر مسجد کا امام اپنے نبی محترمؐ کا نائب ہے۔ مسلمان روزانہ مسجدوں میں حاضر ہوتے رہتے ہیں اور چراغ نبوت سے روشنی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

یہ امت جتنی بڑی ہے، اس کی قیادت کسی عام آدمی کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ علاقائی پیمانے پر اگر کوئی کرنے والے امام اور لیڈران کی بہتات کے باوجود ہر دور میں اس کے حقیقی قائد بس ایک نبی اکرمؐ ہی ہیں۔ علماء، ائمہ، حکماء، دانشوران اور سیاسی طالع آزما سے بھی اس امت کی تاریخ بھری ہوئی ہے مگر کوئی بھی اس کا ایسا قائد نہیں بن پایا ہے جس کی قیادت نبیؐ کی قیادت کو چیلنج کر سکے۔

ابھی گزشتہ دنوں تسلیمہ نسرین کی مخالفت میں کلکتہ کے مسلمانوں نے ایسا زبردست احتجاج کیا کہ حکومت مغربی بنگال نے پہلی فرصت میں تسلیمہ کو یہاں سے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اس دوران ہر آدمی نے محسوس کیا کہ ان مسلمانوں کا کوئی قائد نہیں تھا، وہ کسی کی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔ حکومت نے جن لوگوں کو ان کا قائد سمجھا جب اس نے ان سے بات کی تو اسے معلوم ہوا کہ ان کے اندر قیادت کی کوئی صلاحیت نہیں

ہے، نہ وہ قائد ہیں۔ وہ تو بس بیچ میں آگئے ہیں۔ جن لوگوں نے احتجاج کیا وہ نہ شروع میں ان کے تھے اور نہ ہی بعد میں ان کے ہوئے۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ وہ کون تھا جس کو رہنما مان کر مسلمانوں نے جی جان کی بازی لگانے کی کوشش کی۔ ان میں سے جو اندھے تھے وہ اب بھی سمجھ نہیں پائے ہیں اور کبھی سمجھ نہیں پائیں گے مگر آنکھ والوں نے دیکھا کہ مسلمان تو اپنے نبیؐ کی محبت میں دیوانے تھے۔ سوال ان کے قائد اعظمؐ کی عظمت وعزت کا تھا اسلئے وہ آپے سے باہر ہوگئے تھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسولؐ کی قیادت اور انکی محبت مسلمانوں کیلئے سب سے اہم شے ہے۔ جب بھی جو بھی مسلمانوں کو اس راستے سے آزمانے کی کوشش کرے گا وہ سخت شکست سے دوچار ہوگا۔ مسلمان ہر محاذ پہ شکست کھا سکتا ہے لیکن نبیؐ سے وفاداری کے معاملے میں اسے کوئی دبا نہیں سکتا ہے۔

جو لوگ مسلم قیادت کے حوالے سے پریشان رہتے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان کبھی بے لگام نہیں رہے ہیں۔ ان کی لگام ان کے نبیؐ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لگام کو مسجدوں کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے اور مسلمان ہر دور میں مسجدوں سے جڑے ہوئے رہے ہیں۔ مسجدوں میں بڑی مسجد مکہ کی مسجد حرام ہے اور جماعتوں میں بڑا اجتماع حج کا اجتماع ہے۔ جب تک مسجدیں اور حج باقی ہیں مسلمان قیادت سے محروم ہونے والے نہیں ہیں۔

ان حقائق کے باوجود یہ بھی درست ہے کہ وقتی اور علاقائی لیڈرشپ مسلمانوں کے درمیان موجود رہی ہے۔ اکثر سیاسی لیڈروں نے اس کا استعمال اور استحصال کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان میں سے مضبوط تر وہی لوگ ہوئے ہیں جن کا رشتہ دین ومذہب سے اور اللہ ورسولؐ سے مضبوط رہا ہے۔ بعض دفعہ خالص دینا داروں کے ساتھ بھی بہت سارے مسلمان جڑے رہے ہیں مگر ان قائدین کی حیثیت بھی مسلمانوں کے قائد ولیڈر جیسی نہیں رہی ہے اور ان لوگوں کی حیثیت بھی پوری امت کیلئے مثالی اور عملی نہیں رہی ہے۔

مسلمانوں کے درمیان قیادت کی اصل تار اس کے قائد اعظم سے ہمیشہ جڑی رہی ہے، اور ان کے درمیان بھی وہی کسی حد تک قیادت کا حقدار ثابت ہوا ہے جس کا رشتہ وتعلق قائد اعظمؐ سے گہرا رہا ہے۔ اگر ہم بہت دور نہ جائیں اور صرف ملک ہندستان کی بات کریں تو یہاں بھی صرف ایک جماعت ایسی نظر آتی ہے جو کسی حد تک مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کہلانے کی مستحق ہے اور وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ یہ بورڈ بھی اسی لئے نمائندہ کہلاتا اور نظر آتا ہے کہ اس کے قائدین دراصل نیک نفس اور تقویٰ شعار مذہبی حضرات ہیں۔ اگر ان مذہبی لیڈران کو بورڈ سے الگ کر دیا جائے تو بورڈ کے وقار کے ساتھ بورڈ کا وجود بھی لمحوں مس ے زمیں بوس ہو جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان ایک خدا پرست، رسول پرست، قرآن پرست اور مذہب پرست قوم ہیں۔ اس کے جتنے چہرے ہیں وہ وقتی اور غیر حقیقی ہیں، اس لئے اس کی قیادت کی جب بھی بات آتی ہے تو وہ بس مذہبی لیڈرشپ ہی ہوتی ہے۔ اس قیادت کا نظام بھی مسلم اور مستحکم ہے۔ اس کی اصل نکیل خود رسول اکرمؐ کے ہاتھوں میں رہتی ہے، ہر زمانے میں ان کے قائم مقام وہ ائمہ اور علماء ہوتے ہیں جو ان کی نیابت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی لیڈرشپ پر توجہ دینے والے یا ان کے مسائل کو حل کرنے کی فکر اور تدابیر کرنے والے جب بھی اس سے ہٹ کر کوئی رائے قائم کریں گے، انہیں ناکامی ہی ہاتھ آئے گی۔